میں کتاب فارسی میں تھی۔ مظہر علی خاں ولا نے جن کا تعلق فورٹ ولیم کالج سے تھا ایک انگریز کپتان کی فرمائش پر اس کا اُردو میں ترجمہ کیا، سلمان اکیڈمی نے بجنسہ وہی ترجمہ چھاپ دیا ہے اور الفاظ و تراکیب کے علاوہ املا تک بھی وہی رہنے دی ہے۔ جیسے قبول نکیا"۔ "سپاہی یونیں"۔ "ہُو"۔ "نرہٹے"۔ "تھا"۔ "نڈروں گا" "تفاق" نلے سکے"۔ "رکھتے"۔ وغیرہ وغیرہ۔

اگر ناشرین حضرات کسی وجہ سے مظہر علی خاں ولا کے ترجمے کی زبان اور اس کا اسلوب برقرار رکھنا ضروری سمجھتے تھے، تو وہ اسے ضرور برقرار رکھتے، لیکن اگر کم سے کم وہ طریقۂ املا ہی آج کے زمانے کے مطابق کر دیتے، تو اس کتاب کی افادیت بہت بڑھ جاتی۔ اور اسے پڑھنا اور سمجھنا آسان ہوتا۔ آخر یہ ادب کی کتاب تو ہے نہیں کہ فورٹ ولیم کالج کے عہد کے لئے سند کا کام دیتی، یہ تاریخ کی کتاب ہے، اور اس کا عام فہم ہونا ضروری ہے۔

کتاب مجلد ہے، ضخامت ۱۵۶ صفحات، بڑا سائز $\frac{20\times26}{8}$، قیمت پانچ روپے

ناشر۔ سلمان اکیڈمی۔ حق نشان۔ ۳۰ نیو کراچی ہاؤسنگ سوسائٹی۔ کراچی ۵

سیرت سید احمد شہید حصہ اوّل

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی اس مشہور تصنیف کے حصہ اوّل کا یہ چوتھا ایڈیشن ہے جسے کچھ عرصہ ہوا، بڑے اہتمام سے لاہور سے شائع کیا گیا ہے۔ اس ضمن میں حضرت سید احمد شہیدؒ کے ولادت سے بیعت امامت تک کے حالات آ گئے ہیں۔ حصہ دوم بیعت امامت کے بعد سے معرکۂ بالاکوٹ اور شہادت کے حالات پر مشتمل ہوگا جو شاید اب تک شائع نہیں ہو سکا۔ زیر نظر کتاب کے بڑے سائز کے ۴۸۰ صفحات ہیں حصہ دوم کی ضخامت اس سے زیادہ ہوگی، اس میں سید صاحبؒ کے اوصاف و اخلاق اور صفات و خصوصیات کا بیان ہوگا۔ اور آپ کے تجدیدی اور اصلاحی کارنامے، آپ کی جماعت کی سیرت و اخلاق خلفا اور اہل ارادت پر مستقل ابواب ہوں گے۔

ان سالوں میں حضرت سید احمد شہید اور ان کی تحریک احیائے دین پر دو صاحبوں نے بڑی تفصیل سے لکھا ہے ایک تو اس کتاب کے مصنف ہیں، اور دوسرے مولانا غلام رسول مہر۔ ان دونوں بزرگوں کو سید صاحب سے انتہائی عقیدت بھی ہے۔ انہوں نے اس موضوع پر تحقیق کرنے میں اپنی طرف سے کوئی کسر بھی نہیں چھوڑی، اللہ

سید صاحب اور ان کی تحریک پر جو بھی تاریخی مواد کہیں سے مل سکتا تھا، اس سے استفادہ کیا۔ اور کئی سال اس میں لگائے۔ آخر میں اپنی تحقیق و تدقیق کا حاصل ان کتابوں میں پیش کیا۔ واقعہ یہ ہے کہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اور مولانا غلام رسول مہر کی تصنیفات حضرت سید احمد شہید اور ان کی تحریک کا پورا احصا کرتی ہیں اور اس کے جملہ پہلوؤں پر حاوی ہیں۔

زیر نظر کتاب کے مصنف کے نزدیک سید احمد شہیدؒ ان افراد امت میں سے ایک فرد ہیں "جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مکمل صحیفہ ہیں، جنہوں نے آپ کے کمالات میں سے انتخاب نہیں کیا، بلکہ ان کو مسلّم لیا۔ یہ وہ افراد ہیں، جن میں سے ہر فرد اپنی جامعیت میں ایک پوری امت ہے"۔ سید احمد شہیدؒ کے پیش نظر کیا مقاصد تھے۔ مصنف نے مختصراً انہیں یوں بیان فرمایا ہے :- "سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس نکتے کو اچھی طرح سمجھا کہ حکومت الٰہی کے قیام اور اسلامی نظام و قوانین و حدود کے اجرا اور ماحول کی تبدیلی کے بغیر یہ سب کوششیں "کوہ کندن وکاہ برآوردن" ثابت ہوں گی۔ صرف چند لوگوں کی اصلاح ہوگی۔ لیکن ضرورت فضا بدلنے اور جڑ مضبوط کرنے کی ہے آپؒ اسی نقشے پر کام کرنا چاہتے تھے، جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے خلفائے راشدین نے کیا، اور تجربہ یہ ہے کہ سب سے زیادہ اور پائدار کامیابی اسی کو ہوئی اور قیامت تک اسلام کی ترقی کے لئے وہی نظام عمل ہے"۔

سید صاحبؒ کی کوششوں کے عملی نتائج کا ذکر کرتے ہوئے مصنف لکھتے ہیں کہ "آپؒ نے تھوڑے زمانے میں ایک دینی فضا قائم کر دی، جس کی صحیح تعریف یہ ہے کہ وہ تیرہویں صدی میں صحابہؓ کا نمونہ تھے ایک رنگ میں رنگے ہوئے ایک سانچے میں ڈھلے ہوئے اللہ کے لئے جان دینے والے ..... تاریخ اسلام میں ایک جگہ اتنی بڑی تعداد میں اس پختگی اور جامعیت کی کوئی جماعت صحابہؓ و تابعینؒ کے بعد مشکل سے ملے گی۔ کیفیات ایمانی کے جاں نواز جھونکے تاریخ اسلام میں بارہا چلے ہیں، لیکن ایمان و یقین اور خلوص و للّٰہیت کی ایسی باد بہاری ہمارے علم میں کم سے کم اس ملک میں اس سے پہلے نہیں چلی۔ نہ اس سے پہلے اتنے بڑے پیمانے پر عزم و توکل، جوش جہاد، ایمان و احتساب، شوق شہادت اور یقین آخرت کے ایسے نمونے دیکھنے میں آئے آدم گری اور مردم سازی، اصلاح انقلاب کے لئے محیر العقول واقعات بھی اصلاح و تربیت کی تاریخ میں نایاب نہیں، تو کم یاب ضرور ہیں۔ اور جہاں

تک سید صاحب کی اس دعوت و تحریک کا تعلق ہے مصنف کے الفاظ میں "ان آخری صدیوں میں ہم کو دنیائے اسلام میں کسی ایسی مذہبی تحریک کا علم نہیں ہوا' جو ہندوستان کی اس تحریک احیائے سنت و جہاد سے زیادہ منظم و وسیع ہو' اور جس کے سیاسی و مذہبی اثرات اتنے ہمہ گیر اور دوررس ہوں ...."

لیکن ان تمام فضائل اور کارناموں کے باوجود تاریخ کا یہ کتنا بڑا اور دردناک سانحہ ہے کہ اس تحریک کے داعی و قائد معارکۂ بالاکوٹ میں شہید ہوئے، اور یہ تحریک نہ تو اس سرزمین میں غلبۂ کفار کو روک سکی اور نہ اس سے احیائے دین کے سلسلہ میں وہ نتائج نکلے' جو اس کے دعاۃ اور کارکنوں کے پیش نظر تھے۔

جہاں تک حضرت سید احمد شہیدؒ کے سوانحِ حیات اور آپ کے اصلاحی و تجدیدی کارناموں کا تعلق ہے' مصنف نے واقعی اس کتاب میں اس کا پورا حق ادا فرمایا ہے' اور ان کی یہ سعی ہر لحاظ سے کامیاب ہے' لیکن سید صاحب کی دعوت کا جو تاریخی پس منظر انہوں نے پیش کیا ہے' ایک تو وہ بہت مختصر ہے' دوسرے اس میں عقیدت مندانہ جذبات ضرورت سے زیادہ ہے بے شک اس دنیا کی زندگی میں "ایمان و یقین اور خصوصی وللّٰہیت" کی بہت اہمیت ہے' لیکن سیاسی' معاشی' اجتماعی اور طبقاتی ٹھوس حقیقتوں کی بھی اس زندگی میں اپنی جگہ ہے' جن کو نظر انداز کرنا گویا ناکامی کو دعوت دینا ہے۔ حضرت سید احمد شہید کے سوانح نگار ان حقیقتوں کو پیش نظر رکھ کر اس موضوع پر لکھیں' تو ہمارے خیال میں اس کے اثرات زیادہ نتیجہ خیز ہوں گے اور قارئین حضرت سید احمد شہیدؒ کی عظمتِ ذاتی اور ان کے ساتھیوں اور پیروؤں کے "عزم و توکل' جوش جہاد' ایمان و احتساب' شوق شہادت اور یقین آخرت" کے محیر العقول واقعات کے ساتھ ساتھ ان کی ناکامی کے اسباب بھی جان سکیں گے اور یہ مطالعہ ان کے لئے سامانِ عبرت بھی ہوگا' اور مستقبل کے لئے مشعل راہ بھی' (ا- س)

کتاب مجلد ہے۔ قیمت :- ۸-۵۰ روپے ہے اور اس پتے پر مل سکتی ہے۔

القادر- ناشران کتب اسلامی- ایمپریس روڈ ---- لاہور